کتاب نما

دینی مدارس کی مثالی خدمات، مولانا زاہد الراشدی۔ ترتیب: عبدالوحید اشرفی۔ ناشر: مکہ کتاب گھر، سیکنڈ فلور، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۹۶۔ قیمت: ۶۰ روپے۔

دینی مدارس قومی اور ملّی سطح پر بین الاقوامی تناظر میں ایک گرم موضوع بن گئے ہیں۔ افغانستان میں طالبان کی کامیابی نے ان مدارس کو ایک نئی اہمیت دی ہے۔ مغرب بھی مسلمان معاشروں کو زیر کرنے میں انھیں رکاوٹ سمجھتا ہے۔ ہمارے سیکولر ارباب اقتدار کو بھی ان کا وجود ناگوار محسوس ہوتا ہے۔ ان پر حملے بھی ہوتے ہیں اور اصلاح کے لیے تدابیر و تجاویز بھی پیش کی جاتی ہیں۔ مولانا زاہد الراشدی کا نام اس لحاظ سے معروف ہے کہ سرگرم اور فعال حیثیت میں بہ خوبی دفاع بھی کرتے ہیں، اور دردمندی سے اصلاح کے لیے تجاویز بھی پیش کرتے ہیں۔ ان کا نقطہ نظر عملی اور حالات حاضرہ کا لحاظ رکھنے والی اور راست فکر کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

یہ ان کی کوئی مربوط کتاب نہیں ہے بلکہ اس موضوع کے حوالے سے ان کے رسالے الشریعہ اور دیگر اخبارات میں شائع شدہ مختلف تحریروں کی یک جا اشاعت ہے جسے عبدالوحید اشرفی صاحب نے جمع کر دیا ہے۔ عنوان کتاب کے مندرجات کی وسعت کا احاطہ نہیں کرتا جس میں خدمات، زبان، مسائل اور مستقبل کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ ۱۲ تحریروں میں سے کئی برطانیہ کے مدارس سے متعلق ہیں اور وہاں کی ضروریات کے لحاظ سے جامع نصاب تجویز کیا گیا ہے، البتہ طالبات پر گفتگو نہایت تشنہ ہے۔

مولانا زاہد الراشدی کا دفاع کا جارحانہ انداز چشم کشا ہوتا ہے۔ ائمہ المساجد چندوں پر گزارا کیوں کرتے ہیں، محنت مزدوری کیوں نہیں کرتے؟ اس کے جواب میں انھوں نے یہ اصول بیان کیا کہ اجتماعی کام کرنے والوں کے اخراجات اجتماعی آمدنی میں سے ہی دیے جاتے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر کو تنخواہ بھی اسی طرح ادا کی جاتی ہے، یہ الگ بات ہے کہ اسے ٹیکس کہتے ہیں اور حکومت کے نظام کے تحت جمع کیا جاتا ہے۔ جج بھی تو نیکی کے کام کرتے ہیں، وہ تنخواہ نہ لیں، محنت مزدوری کر کے پیٹ پالیں۔ اعتراض کرنے والے یہ کیوں نہیں کہتے! (ص ۷۲)

تبدیلی کی بات شروع سے کہی جا رہی ہے لیکن ذمہ داران مدارس، معاشرے کی مخصوص ضروریات پوری کرنے کو اوّلیت دیتے ہیں اس لیے اس نوعیت کی تبدیلیوں سے احتراز کرتے ہیں جو ان کے طلبہ کو دنیاوی

مسابقت کی دوڑ میں لے جائیں۔ یہ قربانی کا سوچا سمجھا رویہ ہے۔ نظام حیدرآباد کی پیش کش تھی کہ ریاست کی ضروریات کے لحاظ سے نصاب میں تبدیلی کریں تو ملازمت بھی دی جائے گی اور مکمل اخراجات بھی اٹھائیں گے۔ مگر یہ پیش کش ردّ کر دی گئی۔ (ص ۲۴)

جمود' اور تبدیلی کی مزاحمت کی شدت کا اندازہ اس سے کیجیے کہ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب ترجمہ قرآن پڑھانے' اور ڈاک خانہ' ریلوے کے قواعد اور تعزیرات ہند پڑھانے کی تجاویز پیش کرتے کرتے تھک گئے کہ اب تو رائے دینے سے بھی طبیعت افسردہ ہوگئی اس لیے کہ کوئی عمل نہیں کرتا۔ (ص ۱۰)

مصنف نے متعدد مفید اور عملی تجاویز پیش کی ہیں اور اس پر زور دیا ہے کہ مختلف مسالک کے مدرسوں کے ذمہ داروں کی باہمی مشاورت کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے۔ تبدیلی کا کچھ نہ کچھ عمل جاری ہے لیکن ضرورت درست سمت میں رفتار بڑھانے کی ہے۔ (مسلم سجاد)

سقوطِ بغداد سے سقوطِ ڈھاکہ تک' میاں محمد افضل۔ ناشر: مجاہد اکیڈمی' پوسٹ بکس ۲۰۲۱' لاہور۔ صفحات: ۵۶۵۔ قیمت: ۳۶۰ روپے۔

مصنف نے اُمت مسلمہ کی ڈیڑھ ہزار سال کی تاریخ کے ان حوادث و سانحات اور عبرت ناک واقعات کو بڑی کاوش اور محنت و تحقیق کے ساتھ جمع کیا ہے جو اگرچہ بہت تلخ' ناخوش گوار اور پریشان کن ہیں لیکن مصنف کا مقصد اس تفصیل سے سبق آموزی اور حصول عبرت ہے۔ سقوطِ بغداد (عذاب الٰہی کا پہلا کوڑا)' سمرقند سے عذاب الٰہی کا ظہور (فاتح اعظم تیمور اور انسانی کھوپڑیوں کے مینار) دہلی میں تیمور کی تلوارِ بے نیام (تذکرہ ایک قیامتِ صغریٰ کا)' سرزمین اندلس مسلمانوں پر کیسے تنگ ہوگئی؟ وسط ایشیا اور قفقاز' روسی مسلمان اژدھا کے چنگل میں' سلطنتِ مغلیہ کی ٹوٹ پھوٹ اور نادر شاہ کی شکل میں خدائی عذاب' تخت گاہ سے قتل گاہ تک (ہنگامہ ۱۸۵۷ء)' مسلمانوں کی آخری بڑی سلطنت (عثمانیہ) کی بربادی کی دل خراش داستان' سقوط ڈھاکہ (بیسویں صدی میں مسلمانوں پر ٹوٹنے والی سب سے بڑی قیامت کی کہانی) جیسے عنواناتِ ابواب سے کتاب کے وسیع کینوس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ بقول مصنف: ''اسلامی تاریخ میں ملت کو پیش آنے والے صدمات و حادثات میں سے ہم نے صرف انھی واقعات کو منتخب کیا ہے جن کے اثرات صدیوں تک محسوس کیے گئے یا کیے جائیں گے۔ یہ وہ دردناک حوادث ہیں جن کے لگائے ہوئے زخموں سے اب تک خون رِس رہا ہے''۔ (ص ۱۴)

ملتِ اسلامیہ کو یہ حادثات کیوں پیش آئے؟ مصنف نے دیباچے میں متعدد وجوہ کی طرف اشارہ کیا